وطن عزیز، تعلیم، عدلیہ اور اسلامی ثقافت کے تحفظ کیلئے ..... تحریک نجات ناگزیر ہے

اداریہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔و بعد۔

وطن کی سالمیت اور تحفظ کے لئے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری قومی فریضہ سمجھ کر ادا کرنی چاہیے کیونکہ وطن عزیز کی بقا کے ساتھ ہی اسلامی نظام کے نفاذ کا تصور وابستہ ہے۔ اسلام کے عالمگیر نظام کو عملی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا خطہ مسلمانوں کی ملکیت میں ہو جہاں وہ اپنی آزادی اور خود مختاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظام حیات کو نافذ کر سکیں۔ اگر کوئی خطہ مسلمانوں کے قبضے میں نہ ہو۔ تو وہ اسلام کے سنہری قوانین کی تنفیذ کہاں کر سکیں گے؟ اسلامی نظام کتنا ہی مساویانہ، عادلانہ کیوں نہ ہو اس کا مخلوق کو فائدہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اس کا عملی نفاذ ہو اور عملی نفاذ کیلئے کسی خود مختار مملکت کا ہونا ضروری ہے اور مملکت خود مختار تب ہو سکتی ہے جب مسلمان متحد ہو کر وطن عزیز کو تمام بیرونی سازشوں اور ناپاک منصوبوں سے تحفظ دے سکیں گویا اسلامی نظام کی تنفیذ سے قبل مملکت کی بقا کی فکر بے حد ضروری ہے۔ سیرۃ رسول ﷺ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو سب سے پہلے مدینہ منورہ کی سالمیت اور تحفظ کی فکر کی اور اس کے دفاع کے لئے آپ نے یہودیوں سے بھی عہد کر لیا جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ

اس خطے میں استحکام کے بعد اسلام کے عالمگیر نظام کی تنفیذ ہو سکے۔ جوں جوں یہ تحفظ ملتا گیا۔ اسلامی نظام کی تنفیذ میں پیش رفت ہوتی گئی اور ایک وقت ایسا بھی آیا جب اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے پوری آزادی اور خودمختاری کے ساتھ جزیرہ نما عرب پر اپنا تصرف قائم کرلیا اور اللہ کے دین کو مکمل نافذ کر دیا۔

یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی علاقہ یا ملک مسلمانوں کے تصرف میں نہ ہو لیکن اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا ہو یا اس کے لئے کوشش!

یہی صورت حال پاکستان کی ہے۔ سب سے پہلے اس ملک کے حصول کے لئے کوشش کی گئی۔ یہ ملک حاصل کیا گیا۔ اس کے حصول کے بعد ہی یہ سوال پیدا ہوا کہ اب یہاں اسلامی نظام کو کس انداز سے نافذ کیا جائے لیکن بدقسمتی سے یکے بعد دیگرے یہاں ایسے حکمران آئے جنہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوشش تو کجا بلکہ اس کے لئے رکاوٹیں پیدا کیں اور کوئی ایسا حکمران میسر نہ آیا جو اسلام کی آبیاری کرتا اور اس کے سنہری اصولوں کو ملک کی فلاح و بہبود اور عوام کے لئے عادلانہ نظام کو نافذ کرتا بلکہ بد سے بدتر اور بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ اور آلہ کار ہم پر مسلط ہوتے رہے جو ملک کے خلاف سازشوں میں شریک رہے۔

موجودہ نسوانی حکومت نے تو اس کام میں انتہا کر دی ہے۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا نہیں رہا بلکہ اہم ترین مسئلہ اس کے تحفظ اور بقاء کا ہے۔ یہ سلامت رہے گا تو ہم سلامت ہیں اور یہاں اسلامی نظام نافذ ہو سکے گا ہماری بقا اس ملک کے تحفظ میں ہے۔ ہماری تجارتیں، ہمارے کاروبار، یہ صنعتیں، یہ ملیں، یہ کارخانے، یہ بڑے بڑے تعلیمی ادارے، یہ تبلیغی مراکز، ایکڑوں میں پھیلے ہوئے اسلامی اور دینی جماعتوں کے دفاتر مختلف مقامات پر برسرپیکار جہادی تنظیمیں ان سب کا وجود اس ملک کے وجود سے مشروط ہے۔ ملک کی سلامتی انکی ترقی اور کامرانی کی ضمانت ہے۔ اور جب

اس ملک خداداد کے خلاف ہی سازشیں شروع ہو جائیں اس کو دنیا کے نقشے سے مٹا دینے کے منصوبے تیار ہو جائیں اس کے اسلامی تشخص اور اسکی دینی ثقافت (جو کہ اس کی اصل پہچان ہے) کو مسخ کرنا شروع کر دیں تو پھر ہمارا سب کا یہ قومی اور دینی فریضہ ہے کہ ہم اس ملک کی سالمیت اور بقاء کی خاطر مر مٹیں۔ اس کے دفاع کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور اپنی بساط سے بڑھ کر خدمت سرانجام دیں۔

اس میں شک نہیں مظلوم مسلمانوں کی فریاد پر لبیک کہتے ہوئے ہم ظالم کے خلاف جہاد کا علم بلند کریں۔ ان کی ہر ممکن مدد کریں' انکو جانی اور مالی تحفظ فراہم کریں۔ انکی آزادی اور خود مختاری کے لئے آواز بلند کریں۔ لیکن جب ہم خود ہی مظلوم ہوں' ہماری اپنی آزادی اور خود مختاری خطرے میں ہو' ہماری اپنی پناہ گاہ غیر محفوظ ہو تو دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ پہلے ہم اپنے وطن کے تحفظ اور بقاء کے لئے جنگ اور جہاد کریں۔ اگر ہم خود ہی غیر محفوظ ہوئے تو کسی کو کیا تحفظ فراہم کریں گے۔ کشمیر کے محاذ پر جہاد کرنے والوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ موجودہ حکومت سب سے زیادہ کشمیر کے مسئلہ پر سازشیں کر رہی ہے۔ عالمی سطح پر اس کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنے اور مظلوم مسلمانوں کی آواز کو بلند کرنے میں ناکام رہی ہے اور کسی وقت بھی امریکہ کے ساتھ ساز باز کر کے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر سکتی ہے۔ ایسی حکومت کی موجودگی میں انکا کشمیر کے اندر برسرپیکار رہنا قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا اور اتنی محنت کرنا سب رائیگاں جا سکتا ہے۔ اگر اس جہاد کے صحیح ثمرات دیکھنا چاہتے ہیں اور کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت دلوانا چاہتے ہیں تو پہلے انہیں اس موجودہ نسوانی حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا تاکہ اندرونی اور بیرونی سازشوں سے محفوظ ہو کر مکمل یکسوئی کے ساتھ جہاد کر سکیں۔ موجودہ حکومت کے خلاف تحریک نجات کے پس منظر میں بہت سے عوامل ہیں۔ محض نسوانی حکومت کا واویلا کافی نہیں ہے۔

بلاشبہ اسلام عورت کی حکمرانی کو جائز قرار نہیں دیتا اور ہمیں متنبہ کیا گیا کہ وہ قوم جو اپنے تمام معاملات عورت کے سپرد کردے وہ فلاح نہیں پا سکتی۔ لہٰذا ایسی حکومت سے نجات حاصل کرنا شرعی فریضہ ہے اور ہر وہ کوشش جو اس سلسلے میں کی جائے اس میں شریک ہونا دینی و اخلاقی فرض ہے۔

ویسے تو دیگر بہت سی وجوہات ہیں جن کی بناء پر ہم موجودہ حکمرانوں کے خلاف نہ صرف نفرت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان کے خلاف بھرپور تحریک چلانے اور آواز بلند کرنے کے حق میں ہیں ان میں سے چند ایک کا یہاں احاطہ کرتے ہیں۔

(ا) ..... وطن عزیز کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ کیا جا رہا ہے۔ اشیاء خورد و نوش پر بھاری ٹیکس عائد کئے گئے ہیں' غریب عوام کو روز مرہ کی استعمال کی اشیاء پر رعایت دینے کی بجائے انکے حصول کو اور دشوار بنا دیا گیا ہے۔ روزگار کے راستے بند کئے جا رہے ہیں۔ ملک میں موجود صنعتیں دن بدن بند ہو رہی ہیں اور ہزاروں مزدور اور محنت کش بے کار ہوگئے ہیں۔ ان صنعتوں کو ترقی دینے اور انکو چالو رکھنے کی بجائے نام نہاد سرمایہ کاری کے معاہدے ہو رہے ہیں اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے کہ امریکہ پاکستان میں چار ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک امریکہ کو یہ خیال کیوں نہ آیا؟ حالانکہ سابقہ حکومتوں کے ادوار میں پاکستان کے امریکہ کے ساتھ مثالی تعلقات رہے۔ خاص کر ایوب کے دور میں یہ تعلقات قابل رشک تھے اور اس وقت سرمایہ کاری کیلئے فضا زیادہ سازگار تھی لیکن امریکہ بہادر نے اس وقت یہ قدم کیوں نہ اٹھایا پھر تجارتی اصول تو یہ ہے کہ جانبین اپنا زیادہ سے زیادہ فائدہ سوچتی ہیں اور اپنے ملک کو نفع پہنچانے کی فکر میں ہوتے ہیں لیکن یہاں عجیب صورت حال ہے کہ یکطرفہ ٹریفک چلائی گئی ہے اور صرف امریکہ کے مفادات کا تحفظ کیا گیا اور اتنی جلد بازی میں یہ معاہدے طے پا گئے کہ لوگ

انگشت بدنداں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ امریکہ میں ٹائپ ہو کر ساتھ لایا گیا۔ مگر موجودہ حکومت اس خسارے کے مسودے پر دستخط کرتی تالیاں بجاتی نظر آتی ہے۔ توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری کا مطلب یہ ہوا کہ ساری مشینری امریکہ سے درآمد کی جائے گی اور کون نہیں جانتا کہ امریکہ ہمیشہ اپنا مال مہنگے داموں فروخت کرتا ہے اپنی ملکی کمپنیوں کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کیلئے تھرمل پاور پلانٹ کا سمجھوتہ کرایا گیا جبکہ یہ پاور پلانٹ پرانے ماڈل کے ہیں جنہیں دنیا میں اب کوئی نہیں خریدتا کیونکہ یہ بہت مہنگے ہیں اور اس کی پیداواری صلاحیت بہت کم ہے۔ اس سے پیدا ہونے والی بجلی کم از کم سات روپے فی یونٹ پڑے گی۔ اس کی دیکھ بھال' سروس اور سپیئر پارٹس بھی امریکہ سے درآمد ہونگے جبکہ یہی پلانٹ اگر جاپان یا کوریا سے حاصل کئے جائیں تو بہت کم قیمت پر دستیاب ہونگے اس کے ساتھ اس کی ٹیکنالوجی بھی ہمیں منتقل ہو سکتی ہے۔ محض کمیشن کے لالچ اور امریکہ کی خوشنودی کی خاطر یہ معاہدہ کرایا گیا اور ملک کو دیوالیہ کرنے اور امریکہ کے ہاں گروی رکھنے کے مترادف ہے۔ ایسی چالباز حکومت کو ایک دن کی مہلت دینا حماقت ہوگی۔

(۴) ..... معاشرہ کا سب سے اہم مسئلہ تعلیم ہے۔ حال ہی میں حکومت نے ایک کمیٹی فخر زماں کی قیادت میں تشکیل دی ہے کہ وہ پرائمری اور مڈل کے نصاب تعلیم پر غور کرے اور وہ تمام مواد یا مضامین جو پیپلز پارٹی کے خلاف ہو یا اس میں اشارہ بھی ملتا ہو نصاب سے خارج کر دیا جائے اور اس کی جگہ ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق ہو۔ ذرا غور فرمائیں کہ یہ کمیٹی ایک ایسے شخص کی سربراہی میں کام کرے گی جو نصاب کے حروف ابجد سے بھی واقف نہیں۔ جسے ایک گھنٹہ کی تدریس کا بھی تجربہ نہیں' وہ بھلا نصاب پر کیا غور کرے گا۔ کمیٹی کے دیگر اراکین بھی جیالے جیالیوں پر مشتمل ہے۔

پرائمری اور مڈل کی سطح کی تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں طلبہ کی ذہنی اور فکری تربیت ہوتی ہے۔ انہیں اچھے یا برے کی تمیز سکھائی جاتی ہے اس مرحلے پر اگر انہیں

ایسا کورس مہیا کر دیا جائے جن کے مرتب کنندگان میں کلچر ونگ کے چیئرمین فخر زماں بھی شامل ہوں۔ جن کی "مثالی" کارکردگی کا مظاہرہ ۱۴ اگست کو اسلام آباد میں ہو چکا ہے اور پوری قوم کی آنکھیں شرم سے جھک گئی ہیں۔ ذرا تصور فرمائیں کہ ہمارے نونہالوں کا کیا بنے گا؟ روح کانپ اٹھتی ہے۔ آج سے چند سالوں بعد ہمیں ایسے نوجوانوں سے واسطہ پڑے گا جو برہنہ سامنے آئیں گے' بڑے چھوٹے کی تمیز نہ رہے گی' اللہ ہمیں وہ دن نہ دکھائے' موجودہ حکومت اگر اپنے جیالوں کو نوازنا چاہتی ہے تو نوازے' لیکن پاکستانی بچوں کے مستقبل سے تو نہ کھیلے' اور انہیں تباہ و برباد نہ کرے' اگر یہ روش جاری رہی اور ماہرین تعلیم' دانشوروں اور علماء نے اگر ان کا ہاتھ نہ روکا تو چند سال بعد ہم کسی بند گلی میں کھڑے ہونگے' جہاں سے نکلنے کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔ ایسی بھیانک منصوبہ بندی کرنے والی حکومت کو مزید مہلت فراہم کرنا خود کشی کے مترادف ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فوراً انکا محاسبہ کریں۔

(۳) ..... یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اس کا تشخص بھی اسلام سے قائم ہے۔ یہاں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جن کی اپنی پہچان ہے۔ اسلامی اور دینی تہذیب و ثقافت رکھتے ہیں۔ اگرچہ علاقائی رسم و رواج کا اس میں عمل دخل ہے لیکن یہ سب کچھ شرم و حیاء کے دائرے میں ہے۔ مگر موجودہ حکومت نے جو روش اختیار کی ہوئی ہے اس سے وہ اسلامی پہچان اور دینی تہذیب و ثقافت کو نہ صرف مسخ کر رہے ہیں بلکہ اسے فرسودہ قرار دے کر ایک نیا کلچر متعارف کروا رہے ہیں۔ اس کی ابتدا بڑی دھوم دھام سے ہو چکی ہے۔ تمام ذرائع ابلاغ خصوصاً P-t-v اور S-t-n تو تمام حدود پھلانگ چکا ہے۔ اس کے اکثر پروگرام حیاء سوز اور اخلاق باختہ ہیں۔ بیہودہ گفتگو اور لچر قسم کے گیت اچھلتے کودتے نوجوان اور دوشیزائیں آخر کس نسل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ خود وزیر اعظم کی موجودگی میں گرینڈ کلچر شو کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں

فحش گوئی کے تمام سابقہ ریکارڈ کو مات کر دیا گیا' گانے والا خود تو ناچتا ہے مگر شو میں موجود تمام لوگوں کو بھی نچاتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس لغو کلچر کو پاکستانی ثقافت اور لوک ورثہ کا نام دے کر دیگر ممالک میں بھی دکھایا جاتا ہے اور اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس واہیات عمل میں ہم کسی سے کم نہیں ہیں۔

"یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

کی مکمل عکاسی ہوتی ہے۔

اے علماء کرام ! آخر وہ کونسی گھڑی ہے جس کا انتظار ہے؟ کیا وہ وقت نہیں آیا؟ کہ ہم اس بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب کو روک سکیں؟ اس لچر اور منحوس کلچر سے جان چھڑا سکیں۔ کیا ابھی مزید مہلت درکار ہے؟ تاکہ یہ حکومت باقی ماندہ شعبوں میں بھی اپنا زہریلا اور ناپاک منصوبہ پہنچا سکے۔ انہیں یہ فرصت بہم پہنچانا اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ کیا اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہونے کے لئے وقت درکار ہے۔

(۴) .... یہ ایک فطری امر ہے کہ جب بھی کسی بڑے' چھوٹے' امیر یا غریب پر زیادتی ہوتی ہے اس کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں تو وہ عدالتوں کا رخ کرتا ہے اور عدالت سے اس امید پر فریاد کرتا ہے کہ وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کی داد رسی کرے گی لیکن موجودہ حکومت نے ان امیدوں پر پانی پھیر دیا اور عدالتی نظام کو بھی جیالا شاہی کی نظر کر دیا۔ اہلیت اور معیار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سیاسی وابستگی کی بنیاد پر ججوں کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس ملک کی عدلیہ فیصلے کرنے میں آزاد نہ ہو وہاں ظلم' تشدد اور زیادتی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جرائم کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ عدلیہ خود مختار ہو' کسی سیاسی یا شخصی دباؤ کے بغیر اپنے فیصلے صادر کرنے میں آزاد ہو لیکن سیاسی اور زر خرید جج یہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ لہٰذا جتنی جلد ہو سکے اس حکومت سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔

ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور موجودہ حکومت کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور وطن عزیز کی سالمیت اور بقاء کے لئے پوری توانائیاں صرف کر دیں تاکہ یہ ملک جس مقصد کیلئے حاصل کیا گیا تھا اس کی تکمیل ہو سکے۔

اس تحریک کے ہراول دستے میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کا کردار بہت نمایاں ہے۔ مرکزی قائدین جناب علامہ پروفیسر سینٹر ساجد میر کی ولولہ انگیز قیادت اور مدبرانہ پالیسیوں اور ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت جناب میاں فضل حق کی فکری صلاحیتوں اور انکے جراتمندانہ فیصلوں سے یہ تحریک اور بھی کامیاب و کامران ہوگی۔ موجودہ حکومت کی پسپائی تک یہ تحریک جاری رہیگی اور انکے ناپاک منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ایک ایسا وقت آئیگا جب یہاں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا کلمہ بلند ہوگا۔ انشاء اللہ

لہٰذا تمام علماء، دانشور، مفکرین، وکلاء، اساتذہ اس تحریک میں نہ صرف شامل ہوں بلکہ دامے درمے سخنے اس میں تعاون فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔